حجیتِ حدیث

مفتی احمد نواز قادری عطاری

☆ دین میں حدیث کی ضرورت و اہمیت

- حدیث کیوں ضروری ہے؟
  - منکرین کے بارے وعید
    - امام ابن مندہ کی کتاب
- منکرین سے کچھ سوالات
  - حدیث کی تدوین
    - دور رسالت

فون:03024154930

منجانب:الفرید آنلائن اکیڈمی(AL FAREED ONLINE ACADEMY)

حجیت حدیث اور منکرن حدیث کا رد

دین میں حدیث کی ضرورت واہمیت:

کسی بھی شرعی مسئلہ پر چاہے وہ اعتقادی ہو یا عملی چار جگہوں سے دلائل دیئے جاتے ہیں: "کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، اجماع امت اور قیاس" کوئی بھی شرعی حکم ان میں سے کسی ایک سے خالی نہیں ہو سکتا بلکہ مقبول وہی ہو گا جس کی اصل مذکورہ اصول اربعہ ہوں، ان میں کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کو بنیادی حیثیث حاصل ہے پھر سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اس میں کبھی قرآنی مسائل کی وضاحت کی جاتی ہے کبھی ان کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کبھی اجمال کو دور کیا جاتا ہے لیکن کچھ لوگ اس کا اصلاً انکار کرتے ہیں، عصر حاضر میں جب ہر طرف نیچریت، دہریت، لبرلزم اور عقل کے پکے سچے غلام دندناتے پھر رہے ہیں چمن کے سادہ اور نازکِ آشیانہ افراد کو اپنی باطل واندوہ نوابہار کی طرف بلا رہے ہیں۔

پھر ظلم پر ظلم یہ کہ تخت شاہی پہ براجمان، بے کسوں کے ترجمان اِنہیں بادہ خواروں کو اپنی عین محبت سے دیکھتے ہیں اور خوب ان کی پشت پناہی کرتے ہیں بجائے اس کے یہ اہل حقیقت کے اقوال، افعال اور اعمال کو چمن کے مکینوں میں فروغ دیں ان کے گہرے زخموں پہ نمک جھڑکتے ہیں، دوسری طرف آلات جدیدہ کا بھی ان کی نما و افزائش میں مستند کردار ہے چند لمحات میں ان کی بھڑکائی آتش پورے بستاں کو زیر احاطہ کر لیتی ہے اس لئے نئی تعلیم یافتہ اکثر افراد پر اس کا اثر ورسوخ ہمیں دکھائی دیتا ہے اور وہ آئے روز دین پہ طرح طرح کی طعن و تشنیع کرتے ہیں جس کی بدولت ہمیں ہر طرف سے ذوات مقدسہ اور اکابر پر سب و شتم نم ناک مژگاں سے سننا پڑھتا ہے۔

واضح رہے ان ساری مغالطہ آفرینیوں کا بڑا سبب عصر حاضر کی ناقص و مخلوط تعلیم بھی ہے جسے ترتیب ہی ایسے طریق پر دیا گیا ہے، مغرب جو موجودہ دور کا بڑا ظالم اور نام نہاد امن کے نام سے لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں کا خون چوس رہا اس کا بھی ایسے گساخوں اور منکرین حدیث ، اجماع ،فقہ کی پشت پناہی میں بڑا ہاتھ ہے ،حالانکہ اس کے التزام وحجیت پر خود قرآن ہی ناطق ہے ذیل میں ہم چند قرآنی آیات مبارکہ اس کی فضیلت اور حجیت پر پیش کرتے ہیں چناچہ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ فرماتا ہے:﴿وما اٰتٰکم الرسولُ فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھُوا واتقوا اللّٰہَ﴾ترجمہ:اور جو کچھ یہ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو ۔(سورۃالحشر، آیت:7) معزز و محترم قارئین کرام اب دیکھئے اس آیت مبارکہ میں خود خالق کائنات نے ہمیں حکم فرمایا کہ میرے حبیب کی ہر بات تم پر ماننا لازم ہے اور فرمایا مجھ سے ڈرو میرے رسول کی نافرمانی کرنے سے بلکہ ان کی پیروی واطاعت کو اپنے لئے غنیمت جانوں، یہ آیت واضح طور پر حدیث کے حق وسچ نیز اس کی حجیت پہ بڑی دلیل ہے جس کا کوئی بھی مسلمان، صاحب ایمان ،ذی عقل انکار نہیں کر سکتا،دوسری آیت کریمہ دیکھئے:

﴿وما ینطق عن الھوىٰ – ان ھو الا وحی یوحیٰ﴾ترجمہ:اور یہ رسول کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے یہ تو وہی کہتے ہیں جو انہیں وحی کی جاتی ہے۔(سورۃالنجم:3،4) اب دیکھئے اس آیت نے بات کو مزید پختہ کر دیا کہ رسول کی اتباع تمہارے لئے اس وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اپنی مرضی کی باتیں تم پر لازم نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ کے رسولوں کی یہ شان ہوتی ہے بلکہ وہ تو اپنے رب کے احکام کا ہی پرچار کرتے ہیں ،اس آیت کے پیش نظر کوئی اب آپ ﷺ کی بعد حدیثوں کا استثناء بھی نہیں کر سکتا کیونکہ رسول کی بات

ہوتی ہی وحی خدا ہے بس فرق یہ ہے کہ قرآن وحی متلو یعنی اس کی قراءت کی جاتی ہے جبکہ حدیث وحی غیر متلو ہے، مزید دیکھئے:

﴿یایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم﴾ ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔ (سورۃ محمد:33)

﴿وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ﴾ ترجمہ: ہم نے رسول اسی لئے بھیجے کہ اللہ کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے۔ (النساء:64)

﴿قل اطیعوا اللہَ و الرسولَ﴾ ترجمہ: تم فرمادو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ (اٰل عمران:32) اس طرح کی بے شمار آیات موجود ہیں جن کو قرآن مجید فرقان حمید کے اوراق مقدسہ میں دیکھا جاسکتا ہے جو صراحتاً حدیث کی حجیت، اس کے حق سچ ہونے اور امت کے لئے لازم ہونے پر دلالت کرتی ہیں، قارئین کرام ذرا انصاف کیجئے اور خود ہی بتائے اگر منکرین حدیث قرآن مجید کو ماننے کا دعوی کرتے ہیں تو پھر کیوں قرآن کی آڑ میں حدیث کا انکار کرتے ہیں حالانکہ آپ نے خود یہ آیات پڑھیں جو حدیث کی حجیت اور اس کے ماننے کو لازم کر رہی ہیں پتہ چلا ان کا دعوی جھوٹا ہے، بس مقصد ان کا اس فعل شنیع سے سادہ لوح مسلمانوں میں انتشار پھیلانا اور انہیں دین سے دور کرنا ہے، اللہ جل و علیٰ ہمیں ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔

منکرین احادیث کے بارے وعیدیں:

قائین کرام اب سنئے حدیث مبارکہ کی روشنی میں ان لوگوں کے بارے وعید اس پہ کئی آثار مروی ہیں مگر ہم اختصار کرتے ہیں:

أخبرنا الشافعي قال أخبرنا سفيان بن عيينة عن سالم أبي النضر عن عبيد الله بن أبي رافع عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال «لا ألفين أحدكم متكئا على أريكته يأتيه الأمر مما أمرت به أو نهيت عنه فيقول لا أدري ما وجدنا في كتاب الله اتبعناه»

(امام شافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی، کتاب الام، ج:7، ص:303، دارالفکر–البیروت، الطبعۃ الثانیہ 1403ھ–ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، ج:1، ص:06)

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنے صوفہ پہ تکیہ لگائے بیٹھا ہو اس حالت میں اس کے پاس ایسی چیز آئے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا ہو اور وہ کہے میں نہیں جانتا ہم تو صرف کتاب اللہ کی اتباع کریں گے۔ یعنی میری حدیث اس کے سامنے بیان کی جائے اور وہ آگے سے اس کارد کر دے یہ کہتے ہوئے کہ ہم صرف قرآن کے احکام کو مانیں گے اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے حکم واضح ہے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

"عن الحسن ، أن عمران بن حصين ، كان جالسا ومعه أصحابه فقال رجل من القوم: لا تحدثونا إلا بالقرآن ، قال: فقال له: ادنه، فدنا، فقال:" أرأيت لو وكلت أنت وأصحابك إلى القرآن أكنت تجد فيه صلاة الظهر أربعا وصلاة

العصر أربعا والمغرب ثلاثا، تقرأ في اثنتين، أرأيت لو وكلت أنت وأصحابك إلى القرآن أكنت تجد الطواف بالبيت سبعا والطواف بالصفا والمروة ، ثم قال: أي قوم خذوا عنا فإنكم ، والله إلا تفعلوا لتضلن"(خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی ، الکفایہ فی علم الروایہ ، ص: 9 ، دائرۃ المعارف العثمانیہ –حیدر آباد الدکن الطبعۃ الاولیٰ)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عمران بن حصین بیان کرتے ہیں: کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے طلباء کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کسی نے کہا: آپ ہمیں صرف قرآن بیان کریں، آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ جب وہ قریب ہوا تو آپ نے اسے فرمایا: اگر تجھے اور ساتھیوں کو کہا جائے کہ قرآن سے ظہر کی چار رکعتیں نکال کے دکھاؤ اور ایسے ہی صفا و مروہ کا طواف سات مرتبہ قرآن سے ثابت کرو تو کیا ایسا کرلوگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عقلی دلیل سے سمجھایا کہ تم دعوی یہ کرتے ہو ہم صرف قرآن کی بات قبول کریں گے اور تمہاری حالت یہ ہے کہ نماز ظہر کی چار رکعات بھی قرآن سے نکال کر دکھا نہیں سکتے آپ کا مطلب یہ تھا کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضروری ہے ہم اس کا انکار نہیں کرسکتے وگرنہ ہمیں بہت سے مسائل نہیں ملیں گے، حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کا سخت فتویٰ بھی دیکھ لیجئے:

"عن أبى قلابة قال: إذا حدّثت الرجل بالسّنّة فقال: دعْنا من هذا وهات كتابَ الله، فاعلم أنّه ضال"(ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الزہری، الطبقات الکبریٰ، ج:9، ص:183، مکتبۃ الخانجی–القاہرہ الطبعۃ الاولیٰ)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تو کسی کو حدیث بیان کرے اور وہ آگے سے کہے اس کو چھوڑو ہمیں قرآن بیان کرو تو جان لے ایسے لوگ گمراہ کرنے والے ہیں۔یعنی ایسوں سے دور رہنا کیونکہ یہ خود بھی گمراہ ہیں اور تمہیں بھی گمراہ کر دیں گے۔

حدیث کیوں ضروری ہے؟

اب ہم اس بحث کو مزید امثلہ سے واضح کرتے ہیں کہ حدیث کیوں ضروری ہے،اس کی دین میں اہمیت و افادیت کیا ہے؟ دیکھیئے: مثلا احکام شرع میں سے نماز کو ہی لیجئے اس کا قرآن کریم میں کئی مرتبہ حکم دیا گیا ہے اس سے نماز کی فرضیت قطعی تو ثابت ہو گئی مگر اس کو ادا کیسے کیا جائے گا؟ کب اس کا وقت شروع ہو گا اور کب ختم؟ ہر نماز کی کتنی رکعات ہیں پھر ان میں فرض، سنن کی بحث الگ؟ اس کی ارکان و شرائط، فرائض و واجبات، سنن و مستحبات کیا ہیں؟ پھر کس پر واجب ہے اور کس پر نہیں؟ وغیرہ بے شمار ایسے مسائل ہیں جو ہمیں صرف حدیث میں ہی ملیں گے۔

زکوۃ کی بات کریں تو وہ بھی ایسے ہی ہے اس کی فرضیت و اہمیت تو قرآن مجید نے بیان فرمادی مگر اس کا طریقہ کیا ہے؟ نصاب کتنا ہو تو زکوہ لازم ہو گی وگرنہ نہیں؟ کس پر فرض ہے اور کس پر نہیں؟ ایسے ہی حج ہے اس کو بھی آپ نے کر کے دکھایا کہ ایسے کرنا ہے اور یہ یہ چیزیں اس میں لازم ہیں اور یہ نہیں اس طرح کی کئی امثلہ پیش کی جاسکتی ہیں المختصر ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی عملی تفسیر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے جس کے ذریعے ہمیں پتہ چلتا ہے یہ کام اس وقت کرنا ہے اور یہ اس وقت بجالانا ہے کس کے لئے اس میں رخصت نہیں اور کس کے لئے نہیں،ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ المعروف ابن

منده رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ 310-395ھ) نے اپنی کتاب مستطاب " فضل الاخبار و شرح مذاھب اہل الآثار" میں حدیث کی فضیلت و اہمیت پر بہت سی آیات اور اس طرح کی امثلہ پیش کی ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے اختصار کے ساتھ یہاں ذکر کر دیا تفصیل کے لئے کتاب ھذا کا مطالعہ فرمائیں، آخر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نتیجہ یوں بیان کیا:

"فكَانَ صلى الله عَلَيْهِ وعَلى آله وَأَصْحَابه وأزواجه وَسلم للمحكم مبلغا وللتأويل مُبينًا وللمجمل مُفَسرًا فلم يبْق من دين الله شيْء يخرج عَن جملة كتابه وَلَا سنة نبيه صلى الله عليه وسلم " (ابن منده، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ العبدی، فضل الاخبار و شرح مذاھب اہل الآثار، ص: 31، مطبوعہ: دار المسلم الریاض، الطبعۃ الاولیٰ 1414ھ)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ محکم آیات پہنچانے والے ہیں مؤول آیات کی تاویل اور مجمل کی تفسیر کرنے والے ہیں سو اس کے سبب کوئی بھی چیز کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے خارج نہیں۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان بلکل صداقت پہ مبنی ہے جسے اہل علم اچھی طرح جان سکتے ہیں کیونکہ حدیث رسول ﷺ ہی قرآن کریم کی بعض آیات کو خاص کرتی ہے بعض کو عام بعض کو منسوخ بعض کی تاویل اور کسی کی تفصیل کرتی ہے۔

منکرین حدیث کے بنیادی اعتراض کا تفصیلی جواب:

قارئین ذی احتشام منکرین حدیث انکار حدیث اور اس کے معتبر نہ ہونے پر ایک بڑا اعتراض کرتے ہیں اور یہی ان کا بنیادی اعتراض ہے اور وہ یہ کہ حدیث کی تدوین بعد میں ہوئی اس لئے معتبر نہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس پر ذرا تفصیل سے کلام کریں۔

حدیث کی تدوین کب اور کیسے ہوئی؟

اب ہم دلائل باہرہ، عظیمہ غالبہ، ظاہرہ سے ثابت کریں گے کہ حدیث رسول ﷺ کی تدوین کب اور کس عالی طریقہ سے ہوئی جس کی مثال ہمیں تاریخ عالم میں نہیں ملتی جس کے معترف اپنے تو کجا غیر بھی ہیں اور جس سے آنکھوں پہ پڑی غبار ہٹے گی، کانوں کے سارے پردے کھلیں گے، قلوب کی کھڑکیاں روشن ہونگی ،عقلوں پہ تازگی آئے گی، دور نبوی ﷺ سے لے کر آخر تک ہم اسلاف کی کتب اور ان کے اقوال و افعال سے اپنے مدعی کو بیان کرتے ہیں اولا زمانہ نبوت ﷺ میں دیکھئے کتابت حدیث:

تدوینِ حدیث دور نبوی ﷺ میں:

کتابت حدیث کا سلسلہ حضور ﷺ کے دور مبارک میں ہی ہو گیا تھا جو آگے مسلسل جاری رہا مختلف صورتوں میں حدیث کو لکھا جاتا رہا ابتداء چونکہ اتنے وسائل اور باقاعدہ کتاب لکھنے کا رواج نہیں اس لئے اسے کھجور کی چھالوں، ہڈیوں اور پتوں پہ لکھا جاتا رہا پھر انہیں مختلف صحیفوں میں جمع کیا جاتا رہا اور دور تابعین میں انہیں باقاعدہ کتابی شکل دی جانے لگی چناچہ عظیم صحابی رسول ﷺ محدث امت حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اپنا واقعہ سنئے جو سنن ابی داود، مصنف ابن ابی شیبہ، دیلمی، الطبکات الکبریٰ، تاریخ دمشق کے علاوہ درجنوں ماخذ میں موجود ہے:

عن عبد اللّٰه بن عمرو قال:« كنت أكتب كل شيء أسمعه من رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم وأريد حفظه، فنهتني قريش عن ذلك (قالوا): تكتب كل شيء تسمعه من رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم ورسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يتكلم في (الرضى) والغضب، قال: فأمسكت فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فأشار بيده إلى فيه فقال: "اكتب فوالذي نفسي بيده ما يخرج منه إلاحق»(ابو بکر بن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی الکوفی، مصنف ابن ابی شیبہ، ج:14، ص:454، دار کنوز اشبیلیا-الریاض، الطبعۃ الاولیٰ 1436 -امام ابو داؤد، ابو داؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق الازدی السجستانی، سنن ابی داؤد شریف، ج:3، ص:318، المکتبۃ العصریہ-بیروت)

ترجمہ: آپ فرماتے ہیں: میں جو بات بھی حضور ﷺ سے سنتا اسے لکھ لیتا اور میری نیت اسے یاد کرنے کی تھی قریش کے کچھ افراد نے مجھے روک دیا اور کہا تم ہر چیز لکھ لیتے ہو حالانکہ حضور ﷺ کبھی ناراضگی کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی خوشی کی حالت میں فرماتے ہیں میں لکھنے سے رک گیا اور یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا آپ ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک کی طرف انگلی کا اشارہ کرکے فرمایا: لکھا کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ محترم قارئین یہ ڈھائی سو سال بعد کی تدوین کا ذکر نہیں ہو رہو بلکہ حضور ﷺ کے زمانہ مبارک کی بات ہو رہی ہے اسی کی مزید تاکید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان سے سنئے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں درج کیا:

"يقول:مامن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أحد أكثر حديثا عنه مني، إلا كان من عبد الله بن عمرو، فإنه كان يكتب ولا أكتب"(صحیح بخاری شریف، ج:1، ص:

89، مکتبہ رحمانیہ رنگین نسخہ) ترجمہ: حضور ﷺ کے صحابہ میں مجھ سے زیادہ کوئی بھی حدیثیں بیان کرنے والا نہیں سوائے عبد اللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ احادیث لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا، یاد رہے آپ رضی اللہ عنہ کے فرمان کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حدیث بلکل نہیں لکھتے تھے بلکہ آپ نے بھی احادیث کو لکھا ہوا تھا جیسا کہ آگے ہم اس پہ گفتگو کریں گے یہاں مراد ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ باقاعدہ حضور ﷺ کے سامنے نہیں لکھا کرتے تھے حضرت عبد اللہ کی طرح بعد میں وقتاً فوقتاً تحریر کرتے تھے، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ہی ایک اور واقعہ دیکھئے:

"وعن عبد الله بن عمرو قال: «كان عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ناس من أصحابه وأنا معهم، وأنا أصغر القوم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: " من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار "، فلما خرج القوم قلت: كيف تحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد سمعتم ما قال وأنتم تنهمكون في الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فضحكوا فقالوا: يا ابن أخينا، إن كل ما سمعنا منه عندنا في كتاب" (نور الدین الھیثمی، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الھیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج:2، ص:427، دار المامون–التراث)

ترجمہ: فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا اور میں عمر کے لحاظ سے ان میں چھوٹا تھا آپ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی: "جس نے میری طرف کوئی جھوٹی منسوب کی اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے" جب وہ لوگ باہر آئے میں نے ان سے کہا تم حضور ﷺ سے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے ہو حالانکہ تم نے اس پر ابھی وعید سنی ہے وہ ہنس پڑے

اور مجھے کہا اے بھتیجے ہم جو بھی آپ ﷺ سے سنتے ہیں وہ ہمارے پاس لکھا ہوا ہے۔یعنی آپ رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کر رہے ہیں اس لئے صحابہ کرام کے احادیث بیان کرنے پر تعجب کیا،اس کے علاوہ بھی کئی صحابہ کرام نے حدیث لکھنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے انہیں منع نہیں کیا بلکہ اجازت عطاء فرمائی جیسے مجمع الزوائد کے اسی صفحہ پر ہے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کتابت حدیث کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا:" لکھو کوئی حرج نہیں"،بخاری شریف کی کتاب العلم باب کتابۃ العلم میں ہے نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا یمن کے ایک شخص ابو شاہ نے کہا: یا رسول اللہ اسے میرے لئے لکھوا دیجئے آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "اکتبوا لابی فلان"اس کو یہ خطبہ لکھ دو۔

تدوینِ حدیث دور صحابہ میں:

حضور ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم حدیثیں لکھا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ مزید تیز ہو گیا چونکہ آپ ﷺ کی موجودگی میں انہیں جو بھی مسئلہ درپیش ہوتا اسے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پوچھ لیتے لیکن جب آپ ﷺ کے وصال مبارک کے ساتھ وحی کا سلسلہ ختم ہوا اور ضرورت محسوس ہوئی احکام شرع کو لکھنے کی اس لئے اس کام کی طرف بھی توجہ پہلے سے زیادہ ہو گئی صحابہ کرام پوری دنیا میں دین کی ترویج و اشاعت کے لئے پھیل گئے علم کے پیاسوں کو قرآن و حدیث سے سیراب کرتے چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے اجل صحابہ میں سے ہیں اور دس سال آپ ﷺ کی خدمت میں گزارے آپ تو حدیثیں لکھ کر آپ ﷺ کو سنا بھی چکے تھے، حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں:

قال: كان أنس إذا حدث فكثُر عليه الناس في الحديث، جاء بمَجَالٍّ له، فألقاها إليهم ثم قال: هذه أحاديث سمعتها وكتبتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم عرضتها عليه(ابو بکر البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی، المدخل الی السنن الکبریٰ، ج:2، ص: 842، دار الیسر–القاہرہ الطبعۃ الاولیٰ 1437ھ)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ لوگوں کو حدیث بیان کیا کرتے تھے جب افراد زیادہ ہو جاتے تو آپ اپنی کتابوں میں سے ایک بڑا صحیفہ لا کر ان کے سامنے رکھ دیتے پھر فرماتے: یہ وہ حدیثیں ہیں جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھی ہیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا بھی چکا ہوں۔

تدوینِ حدیث دور کبار تابعین میں:

جس طرح صحابہ کرام نے اپنے زمانہ میں حدیث کو ہر طرف پھیلایا اور اسے لکھا ان کے بعد ان کے شاگردوں نے بھی اس میں کمی نہ چھوڑی اور اسے دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا پھر یہ دور علم حدیث کے انتہائی عروج کا زمانہ ہے ہر شہر میں محدثین کی ایک بڑی تعداد موجود ہوتی جگہ جگہ سماع حدیث کی مجالس منعقد ہوتی تھیں علم الاسناد اور علم الرجال کی یہیں سے ابتدا ہوئی حدیث کو باقاعدہ سند کے ساتھ بیان کیا جاتا اور راویوں کی جانچ پڑتال کے بعد حدیث کو قبول کیا جاتا تھا، اسی دور میں محدثین نے ادا و تحمل کے سخت اصول وضع کئے جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی، یہاں ہم ان چند تابعین کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے اجل صحابہ سے حدیثیں سن کر لکھی ہوئی تھیں عصر قریب کے عظیم محقق علامہ غلام رسول سعیدی قدس سرہ نے تذکرۃ المحدثین کے مقدمہ میں درج ذیل اسماء بیان کئے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (5374) احادیث مروی ہیں انہیں آپ کے شاگرد بشیر بن نہیک نے لکھ کر محفوظ کیا ہوا تھا، حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک ہزار چھے سو ساٹھ (1660) حدیثیں مروی ہیں انہیں آپ کے شاگرد کریب نے لکھ کر محفوظ کیا ہوا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دوہزار دوسو چھیاسی (2286) مرویات ہیں انہیں آپ کے شاگرد ابان نے لکھ کر یاد کیا ہوا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوہزار دوسودس (2210) حدیثیں مروی ہیں انہیں آپ کے شاگرد عروہ بن زبیر نے لکھ کر یاد کیا ہوا تھا، حضرت عبداللہ بن عمر سے ایک ہزار چھے سو تیس (1630) روایات ہیں انہیں آپ کے شاگرد خاص حضرت نافع نے لکھ کر محفوظ کیا ہوا تھا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس (1540) احادیث مروی ہیں انہیں آپ کے شاگرد قتادہ بن دعامہ سروسی نے لکھ کر محفوظ کیا ہوا تھا (تذکرۃ المحدثین، ص: 31،32 ملخصا، مکتبہ -ضیاء القرآن)۔ قائین یہ تو صرف چند امثلہ ہیں جو ہم نے بطور نمونہ پیش کی ہیں اس کے علاوہ بھی ہزاروں واقعات ہیں جو تشنگان علم اور شائقین حقیقت کو اوراق تاریخ اور اسلاف کی مبساطات، مطولات، مختصرات اور منظومات میں ورق گردانی سے مل جائیں گے۔

منکرین حدیث سے کچھ سوالات:

تم حدیث یہ کہہ کر رد کرتے ہو کہ یہ ظنی ہے، قطعی نہیں تو قرآن مجید کو ماننے کا دعوی تو تم بھی کرتے ہو کیا قرآن مجید جس طرح قطعی الثبوت ہے اسی طرح قطعی الدلالۃ بھی ہے؟

اگر ہے تو قرآن مجید میں مذکور لفظ "قروء" اور اس کی مثل کا تمہارے نزدیک قطعی معنی کیسے ہے؟

تم کہتے ہو ہم حدیث نہیں مانتے بلکہ سنت کو مانتے ہیں تمہارے نزدیک سنت سے کیا مراد ہے؟

پھر اس کو تم اپنی اصطلاح میں بولتے ہو یا جو سنت کا معنی سلف وخلف نے لیا وہی مراد لیتے ہو؟

سنت تو اپنے معنی کے لحاظ سے عام ہے جس کام کو حضور نے ایک مرتبہ بھی کیا وہ آپ ﷺ کی سنت میں شامل ہے، آیا تم سنت کو کس اصول کی بنیاد پر واجب، مؤکدہ، غیر مؤکدہ اور مستحب کے معنی میں لیتے ہو؟

تم سنت کو مانتے ہو اور حدیث کو نہیں مانتے تو وہ کونسے اصول ہیں تمہارے ہاں جن کی بنیاد پر سنت قابل عمل ہے لیکن حدیث نہیں؟ حالانکہ دونوں نبی کریم ﷺ سے مروی ہیں۔

انشاء اللہ ان اعتراضات کا جواب کبھی نہیں دے پائیں گے اگر دیں گے تو پھر انہیں اپنے باطل نظریہ سے ہاتھ دھونا پڑھے گا۔

15 -06 - 2024 بروز ہفتہ

مفتی احمد نواز قادری عطاری